116575 - تین طلاقیں دینے کے بعد فاسد نکاح کی دلیل سے رجوع کرنا

سوال

میں نے سوال نمبر (96460) اور (85335) کے جوابات کا مطالعہ کیا ہے، میرا سوال بھی ان دونوں سوالات کے مشابہ ہے لیکن میں اپنے موقف کی تاکید کے لیے دریافت کرنا چاہتی ہوں میں اور میرے خاوند نے ایك کبیرہ گناہ یعنی زنا کا ارتکاب کیا اور ہم میں سے کسی نے بھی شادی سے قبل توبہ نہیں کی تھی کچھ برسوں کے بعد ہمارے درمیان تین طلاق ہو گئیں.
میرا سوال یہ ہے کہ کیا ہماری یہ شادی صحیح تھی یا نہیں ؟
اور اگر شادی صحیح نہ تھی اور ہم دوبارہ آپس میں رجوع کرنا چاہیں تو کیا معاملہ صفر سے شروع ہوگا یعنی کیا خاوند کے پاس نئے سرے سے تین طلاق کا حق ہوگا ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

زانی شخص کا زانیہ عورت کے ساتھ توبہ کرنے سے قبل نکاح صحیح ہونے میں فقہاء کرام کا اختلاف پایا جاتا ہے، جمہور فقہاء کے ہاں یہ نکاح صحیح ہے.

اور حنابلہ کہتے ہیں کہ زانیہ کا توبہ کرنے سے قبل نکاح صحیح نہیں، انہوں نے زانی مرد کے لیے نکاح سے قبل توبہ کی شرط نہیں لگائی.

دیکھیں: الانصاف (8 / 132) اور کشاف القناع (5 / 83).

توبہ یہ ہے کہ فعل کو چھوڑ دیا جائے اور اس پر نادم ہو اور آئندہ ایسا نہ کرنے کا پختہ عزم کیا جائے.

جن دو سوالوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ان میں نکاح صحیح نہ ہونے کا قول بیان ہوا ہے.

دوم:

اس نکاح میں اختلاف پایا جاتا ہے، اور اسے فاسد نکاح کا نام دیا جاتا ہے، جس نے بھی اس نکاح کے فاسد ہونے کا اعتقاد رکھتے ہوئے ایسا نکاح کیا تو وہ زانی ہے، لیکن جو شخص اس نکاح کے صحیح ہونے کا اعتقاد رکھتے ہوئے

یہ نکاح کرے ۔ جیسا کہ اکثر لوگ مختلف فیہ نکاح کرتے وقت اعتقاد رکھتے ہیں مثلا ولی کے بغیر نکاح، یا پھر ولی یا گواہوں کے فاسق ہونے کے ساتھ ۔ تو اسے زانی شمار نہیں کیا جائیگا، اور اس نکاح پر صحیح نکاح کے اکثر احکام لاگو ہونگے:

چنانچہ خاوند کے ذمہ مہر واجب ہوگا، اور اولاد بھی اس کی طرف منسوب کی جائیگی، اور اگر طلاق دے تو طلاق بھی واقع ہو جائیگی.

طلاق ہو جانے کے بعد کسی کو بھی حق نہیں کہ وہ طلاق سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے یہ بحث کرتا پھرے کہ آیا نکاح صحیح تھا یا فاسد تھا، کیونکہ یہ تو دین کے ساتھ کھیل ہے، وہ اسے اپنی بیوی سمجھ کر اس سے فائدہ حاصل کرتا رہا اور پھر جس زوجیت کا وہ اعتقاد رکھتا تھا اسے ختم کرنے کے لیے بیوی کو طلاق دی، تو پھر اب وہ یہ کس طرح کہتا ہے کہ نکاح صحیح نہ تھا ؟!

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے ایك شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جس نے ایسی عورت کے ساتھ نکاح کیا جس کا ولی فاسق تھا، وہ حرام کھاتا اور شراب نوشی کرتا تھا، اور گواہ بھی اسی طرح فاسق تھے، اور اس نے تین طلاق دے دیں تو کیا اس کے لیے اس سے رجوع کرنے کی اجازت ہے ؟

شیخ الاسلام رحمہ اللہ کا جواب تھا:

جب اسے تین طلاق دیں تو یہ طلاق واقع ہو جائیگی، اور طلاق کے بعد جو شخص عقد نکاح کے طریقہ کو دیکھنے لگے اور طلاق سے قبل اس نےنکاح کے طریقہ نہ دیکھا تو یہ اللہ کی حدود سے تجاوز کرنے والا ہے، وہ طلاق سے قبل اور طلاق کے بعد اللہ کی حرام کردہ کو حلال کرنا چاہتا ہے.

امام مالك اور امام احمد وغیرہ کے ہاں فاسد نکاح جس میں اختلاف ہو طلاق واقع ہو جاتی ہے، اور جمہور آئمہ کے ہاں فاسق کی ولایت میں نکاح صحیح ہے " واللہ اعلم " انتہی

دیکھیں: مجموع الفتاوی الکبری (32 / 101).

اور شیخ الاسلام رحمہ اللہ کا یہ بھی کہنا ہے:

" مختلف فیہ نکاح میں جب وہ صحیح ہونے کا اعتقاد رکھتا ہو تو اس میں دی گئی طلاق واقع ہو جائیگی " انتہی

دیکھیں: مجموع الفتاوی الکبری (32 / 99).

اور شیخ الاسلام رحمہ اللہ کا یہ بھی کہنا ہے:

" تین طلاق دے دینے کے بعد کسی کو بھی حق حاصل نہیں کہ وہ ولی کو دیکھے کہ آیا وہ عادل تھا یا فاسق، تا کہ وہ ولی کے فاسق ہونے کو طلاق واقع نہ ہونے کا ذریعہ بنائے، کیونکہ اکثر فقہاء کرام فاسق شخص کی ولایت کو صحیح قرار دیتے ہیں، اور اکثر فقہاء اس طرح کے نکاح میں طلاق کو واقع قرار دیتے ہیں بلکہ اس کے علاوہ دوسرے فاسد نکاحوں میں بھی ...

یہ خاوند طلاق سے قبل تو بیوی سے جماع کرنا حلال کیے بیٹھا تھا، اور اگر وہ فوت ہو جاتی تو اس کا وارث بھی بنتا، اور وہ سارے معاملات صحیح نکاح والے کرتا رہا ہے، تو پھر طلاق کے بعد اب وہ اس سے فاسد نکاح والا معاملہ کیوں کر رہا ہے ؟!

اگر اس کی غرض نکاح صحیح ہونا ہو تو نکاح صحیح ہے اور اگر اس کی غرض فاسد ہو تو نکاح فاسد ہے، یہ قول تو مسلمانوں کے اجماع کے بھی مخالف ہے جو کہ سب اس پر متفق ہیں کہ جس نے بھی کسی چیز کے حلال ہونے کا اعتقاد رکھا تو اسے چاہیے کہ وہ اس کے حلال کا ہی اعتقاد رکھے چاہے وہ اس کی غرض کے موافق ہو یا مخالف.

اور جس شخص نے کسی چیز کے حرام ہونے کا اعتقاد رکھا تو بھی اسے دونوں حالتوں میں اس کے حرام ہونے کا اعتقاد رکھنا چاہیے.

اور یہ طلاق دینے والے ولی کے فاسق ہونے کے بارہ میں تین طلاق دینے کے بعد ہی سوچتے ہیں، اس وقت نہیں سوچتے جب وہ بیوی سے استمتاع کر رہے تھے، اور اس کے وارث بنتے وقت نہیں سوچتے، وہ صرف اپنی خواہش اور غرض کی بنا پر کبھی تو اس کی تقلید کرنے لگتے ہیں جو اس نکاح کو فاسد کہتا ہے، اور کبھی اس کی تقلید کرنے لگتے ہیں جو اسے صحیح کہتا ہے امت کا اتفاق ہے کہ ایسا کرنا جائز نہیں " انتہی

دیکھیں: الفتاوی الکبری (3 / 204).

اور ابن رجب رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اور ـ اس فاسد نکاح پر ـ صحیح نکاح کے اکثر احکام مرتب ہوتے ہیں، یعنی طلاق واقع ہو گی، اور موت کے بعد وفات کی عدت لازم ہوگی، اور اگر زندگی میں خاوند سے علیحدگی ہوئی تو بھی عدت گزارنا ہوگی، اور عقد نکاح سے مہر واجب ہوگا، اور خلوت ہونے سے مہر دینا لازم ہو جائیگا اس لیے صحیح نکاح کی طرح مقرر کردہ مہر لازمی ہوگا " انتہی

دیکھیں: القواعد (68).

اور البھوتی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" نكاح كے صحيح ہونے ميں اختلاف والے نكاح مثلا ولى فاسق ہونا يا پھر گواہوں كے بغير نكاح ہونا يا بغير ولى كے نكاح يا پھر ايك بہن كو بائن طلاق دينے كى عدت ميں دوسرى بہن سے نكاح كرنا، يا نكاح شغار يعنى وٹہ سٹہ كا نكاح يا نكاح حلالہ يا بغير ولى يا بغير گواہوں وغيرہ كے نكاح ميں مثلا زانيہ كا عدت ميں نكاح كرنا يا پھر توبہ كرنے سے قبل نكاح كرنا اس ميں طلاق واقع ہو جائيگى بالكل اسى طرح جيسے صحيح نكاح ميں واقع ہوتى ہے " انتہى

ديكھيں: الكشاف القناع (5 / 237).

اس ميں ہمارے مسئلہ پر نص پائى جاتى ہے جو كہ زانيہ عورت كا توبہ سے قبل نكاح كرنا ہے، اور يہ كہ اس ميں دى گئى طلاق واقع ہو جائيگى.

اوپر بيان ہو چكا ہے كہ جمہور فقھاء اس نكاح كو صحيح قرار ديتے ہيں، اس بنا پر اس طرح كے نكاح ميں طلاق واقع ہونے ميں كوئى اشكال باقى نہيں رہا.

رہے حنابلہ تو وہ اس نكاح كو فاسد قرار ديتے ہيں، ليكن وہ بھى اس ميں دى گئى طلاق كو واقع قرار ديتے ہيں، اور آپ كے ليے حلال نہيں كہ آپ اپنے پہلے خاوند كے پاس واپس اس وقت تك نہيں جا سكتيں جب تك آپ كسى دوسرے شخص سے نكاح نہ كر ليں، اور يہ نكاح صحيح ہو اس مقصد سے كہ آپ اس كے ساتھ مستقل رہنا چاہتى ہيں، آپ كا مقصد حلالہ نہ ہو.

پھر اگر بعد ميں كسى بنا پر آپ كو دوسرا خاوند طلاق دے دے يا فوت ہو جائے تو آپ كو حق حاصل ہے كہ آپ اپنے پہلے خاوند سے نيا نكاح كر ليں.

واللہ اعلم .